

غرر کی اقسام اور ان کے معیشت پر اثرات: تجزیاتی مطالعہ

* غلام حیدر *

* شازیہ رمضان **

Abstract

Islamic teachings about economic matters are very comprehensive. Economy is the back bone of every society. Honesty and fairness are very important factors for economic development of a country. *Gharar* is an important economic issue. Under present circumstances it is found frequently in many financial contracts. Uncertainty (*Gharar*) creates differences among the businessmen. Holy *Qur'ān* and Sunnah of Holy Prophet (SAWS) have told that there should be no ambiguity in business affairs. It is very important to know the kinds of *Gharar*. Religious status of *Gharar* and its effects are described in this article. Basic elements of *Bai'* are *Mubī'* and *Thaman*. Any type of Uncertainty in *Mubī'* and *Thaman* will be *Gharar*. Six kinds of *Gharar* are explained in this research paper. Scholars of Islamic jurisprudence have given different opinions about this issue. Islam is a practical religion that is why jurists have told some exceptional kinds of *Gharar* which are unavoidable. There is dire need to address this important issue.

Keywords: Holy *Qur'ān*, *Aḥādith*, *Gharar*, Economy, Jurists.

تعارف:

زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس میں اسلام کی رہنمائی موجود نہ ہو۔ معاشی شعبہ میں بھی اسلام نے انسانیت کی بے پناہ خدمت کی ہے۔ انسانی تاریخ اس حقیقت کو واضح کرتی ہے کہ معاشرتی خوشحالی اور بد حالی کا معاشی استحکام اور عدم استحکام کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ دین اسلام نے ناجائز طریقوں سے مال نہ کھانے کا اصول ہمیں سکھایا ہے۔ چنانچہ ایسے تمام معاملات اسلام کی نگاہ میں ممنوع ہوں گے جن میں دھوکہ، فریب کے ذریعے تجارت کی جائے گی۔ معاشرتی افراتفری کا معیشت میں غیر یقینی کیفیت کے ساتھ گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے تجارتی لین دین میں غرر کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ دور حاضر میں کاروبار کی نت نئی صورتیں سامنے آرہی ہیں اس لیے یہ ضروری ہے کہ غرر کی حقیقت کو سمجھا جائے۔

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی، بہاولپور۔

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، زرعی یونیورسٹی، فیصل آباد۔

زیر نظر مقالے میں غرر کی مختلف صورتوں کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا ہے۔ نیز اس کی استثنائی صورتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔ فقہاء اسلام کی لکھی ہوئی امہات الکتب کی روشنی میں موضوع کو سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس مقالے میں کوشش کی گئی ہے کہ تمام مکاتب فکر کے جید علماء کے نظریات بیان کیے جائیں۔ غرر کی مختلف صورتیں بیان کرتے وقت طوالت سے بچنے کے لیے صرف اتنی مثالیں بیان کی گئی ہیں جن سے بات واضح ہو سکے۔

غرر کی لغوی تعریف:

غرر عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں دھوکہ دینا، غلط امید دلانا۔

چنانچہ لسان العرب میں ہے:

غرر: غره یغره غرا وغرورا وغرة، الاخيرة عن اللحياني، فهو مغرور وغرير: خدعه

واطمعه بالباطل، قال:

اب امرأ غره منكن واحدة، بعدى وبعدتك فى الدنيا، لمغرور¹

القاموس المحیط میں ہے:

غرا وغروراً وغرة، بالكسر، فهو مغرور وغرير، كما مير: خدعه، واطمعه بالباطل²

علامہ ابن اثیر (م: ۶۰۶ھ) کہتے ہیں:

الغرر ما له ظاهر توشره و باطن تكسره فظاھرہ یغر المشتري و باطنه مجهول³

”غرر وہ ہے جس کے ظاہر کو تو ترجیح دے اور اس کے باطن کو تو ناپسند کرے۔ پس اس کا ظاہر مشتری کو

دھوکا دیتا ہے اور اس کا باطن مجہول ہوتا ہے۔“

غرر یہ ہے کہ کسی چیز کا ظاہر تو متاثر کرے اور اس کا باطن ناپسندیدہ ہو۔ پس اس کے ظاہر سے خریدار کو

دھوکہ ہو کیونکہ اس کا باطن اسے معلوم نہیں۔

¹ افریقی، ابن منظور، لسان العرب، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۸ھ، باب الغین)، ۱۰: ۲۱

² الفیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، (بیروت: مؤسسة الرسالة، ۱۴۳۶ھ، مادہ: غ)، ۳۴۹

³ ابن اثیر، البارک بن محمد، جامع الاصول فی احادیث الرسول، (دمشق: مکتبہ دار البیان، ۱۳۸۹ھ)، ۱: ۵۲۷

اصطلاحی تعریف:

علامہ کاسانی (م: ۵۸۷ھ) غرر کی تعریف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

الغرر هو الخطر الذي استوى فيه طرف الوجود والعدم بمنزلته الشك⁴
”غرر خطر پر مبنی ایسے معاملے کو کہتے ہیں جس میں وجود اور عدم دونوں جہتیں برابر ہوں، یعنی (بیع کے ہونے یا نہ ہونے میں) شک سا ہو۔“
علامہ دسوقی (م: ۱۲۱۹ھ) کہتے ہیں:

الغرر التردد بين امرين احدهما على الغرض والثاني على خلافه⁵
”غرر دو چیزوں کے درمیان تردد کا نام ہے، ایک چیز غرض کا حاصل ہونا اور دوسری اس کے برعکس۔“
علامہ ابن تیمیہ (م: ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

الغرر هو المجهول العاقبة⁶
”غرر وہ معاملہ ہے جس کا انجام مجہول ہو۔“
علامہ ابن بطل (م: ۴۴۴ھ) کے بقول:

الغرر هو ما يجوز ان يوجد وان لا يوجد⁷
”غرر اس معاملے کو کہتے ہیں کہ جس کے اندر ہونے یا نہ ہونے کے دونوں پہلوؤں کا امکان موجود ہو۔“
انگریزی زبان میں غرر کے لئے⁸ (Uncertainty) کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

اسلام کے معاشی نظام میں غرر کی تعریف یوں کی جاتی ہے:

Gharar literally means uncertainty, hazard, chance or risk. It is a negative element in mu'amalat fiqh (transactional Islamic jurisprudence), like riba (usury) and maysir (gambling).⁹

⁴ اکاسانی، علاء الدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع، (کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی، ۱۳۳۸ھ)، ۵: ۱۶۳

⁵ الدسوقی، شمس الدین الشیخ محمد عرفہ، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، (بیروت: دار الفکر، بدون تاریخ)، ۳: ۵۵

⁶ ابن تیمیہ، ابو العباس تقی الدین احمد بن عبد الحلیم، القواعد النورانیۃ الفقھیۃ، (القاهرة: مطبعة السنة الحمیدیۃ، ۱۳۷۰ھ)، ۱۱۶

⁷ ابن بطل، ابو الحسن علی بن خلف بن عبد المالك، شرح صحیح بخاری، (ریاض: مکتبۃ الرشید، ۱۴۲۰ھ)، ۶: ۲۷۲

⁸ الیاس انطون الیاس، القاموس المدرسی (انجلیزی، عربی)، (کراچی: دارالاشاعت، ۱۳۹۶ھ)، ۳۱۹

”غرر کا لغوی مفہوم غیر یقینی صورتحال، نقصان، تقدیر یا خطرہ ہے۔ غرر معاملات فقہ میں ایک منفی عنصر ہے۔ جیسا کہ سود، جو او غیرہ۔“

غرر اور قرآن حکیم کی تعلیمات:

غرر کا لفظ ذکر کر کے قرآن مجید میں احکامات بیان نہیں کیے گئے لیکن حرام مال کھانے سے قرآن پاک میں منع کیا گیا ہے۔ غرر کی تعریفات کو اگر مد نظر رکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ کوئی بھی تجارتی معاملہ اگر غرر کے ساتھ ہو گا تو اس کا منطقی نتیجہ مال کے حرام طریقے سے کمانے کی شکل میں ظاہر ہو گا۔ قرآن پاک میں رزق حلال کمانے پر زور دیا گیا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ¹⁰

”اور ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ۔“

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

يَأْيُهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالْكُهَنَانِ لِيَأْكُلُوا أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ¹¹

”اے ایمان والو! اہل کتاب کے بہت سے عالم اور درویش لوگوں کے مال ناحق کھاتے ہیں۔“

دوسروں کا مال ناحق کھانے کے بارے میں کئی مفسرین نے ”غرر“ کا ذکر فرمایا ہے:

چنانچہ ابن العربی مالکی لکھتے ہیں:

يعنى ما لا يجل شرعا ولا يفيد مقصودا، لان الشرع هبى عنه ومنه منه وحرر تعاطيه

كالربا والغرر ونحوهما¹²

”اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جو شرعاً ناجائز اور مقصود کے لیے غیر مفید ہیں۔ کیونکہ شریعت نے ان سے

روکا ہے اور اس کے معاملات کو ناجائز قرار دیا ہے۔ جیسے سود اور غرر وغیرہ۔“

⁹ <https://en.wikipedia.org/wiki/Gharar.dated>: 30-10-2018 at 2:20pm

¹⁰ البقرة: ۱۸۸

¹¹ التوبه: ۳۴

¹² ابن العربی، ابو بکر محمد بن عبد اللہ، احکام القرآن، (بیروت: دار المعرفۃ، بدون تاریخ)، ۱: ۴۷

غرر کی اقسام اور ان کے معیشت پر اثرات: تجزیاتی مطالعہ

علامہ قرطبی (م: ۶۲۸ھ) ”اکل باطل“ کی تفسیر میں مختلف ناجائز معاملات کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لانه من باب بیع القمار والغرر والمخاطرة¹³

”کیونکہ ان میں قمار، غرر اور خطر کی خرابی پائی جاتی ہے۔“

غرر سے متعلق حضور اکرم ﷺ کی تعلیمات:

غرر کی ممانعت کے متعلق بہت سی احادیث مروی ہیں جن میں سے چند کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

عن ابی ہریرة رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْحِصَاةِ، وَعَنْ بَيْعِ الْغُرْرِ¹⁴

”حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے بیع الحصاة اور بیع الغرر سے منع فرمایا۔“

حضرت ابن عباس سے روایت ہے:

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعِ الْغُرْرِ¹⁵

”رسول اللہ ﷺ نے بیع الغرر سے منع فرمایا۔“

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا تَشْتَرُوا السَّمَكَ فِي الْمَاءِ فَانَّهُ غُرْرٌ¹⁶

”پانی میں موجود مچھلی کی خرید و فروخت نہ کرو کیونکہ یہ غرر ہے۔“

غرر کا شرعی حکم:

ائمہ اربعہ اور جمہور فقہائے کرام کے نزدیک بیع الغرر ناجائز ہے۔ جبکہ علامہ ابن سیرین اور قاضی شریح کے بارے میں مروی ہے کہ ان کے نزدیک بیع الغرر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

عن ابن سیرین قال: لا اعلم في بيع الغرر باسا وذكر ابن المنذر عن ابن سیرین قال: لا

باس في بيع العبد الا بقا اذا كان علمهما فيه واحد، وحكى مثله عن شريح¹⁷

¹³ قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری، الجامع لاحکام القرآن، (دمشق: مطبعة دار الكتب المصرية، ۱۹۳۳ء)، ۵: ۱۵

¹⁴ القشیری، مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب البیوع، (الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۴۱۹ھ)، حدیث: ۳۸۰۸

¹⁵ ابن ماجہ، ابی عبد اللہ محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، کتاب التجارات، (الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۴۲۰ھ)، حدیث: ۲۱۹۵

¹⁶ بیہقی، احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ ابوبکر، السنن الکبریٰ، (مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ)، حدیث: ۱۰۶۴۱

¹⁷ ابن بطلال، شرح صحیح بخاری، ۲: ۲۷۲

ابن بطال کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ ان تک بیع الغرر سے ممانعت والی روایات نہ پہنچی ہوں، وہ لکھتے ہیں:

وقد يمكن ان يكون ابن سيرين ومن اجاز بيع الغرر لم يبلغهم هـي النبي ﷺ

عن ذلك ولا حجة لاحد خالف السنة¹⁸

”ممکن ہے کہ ابن سیرین اور وہ لوگ جو بیع الغرر کو جائز کہتے ہیں، ان تک ممانعت کی یہ روایات نہ پہنچی ہوں اور جس شخص کا قول سنت کے خلاف ہو، وہ معتبر نہیں ہو گا۔“

غرر کی مختلف صورتیں:

بیع کے بنیادی اجزاء دو ہوتے ہیں۔ بیع اور ثمن۔ ایسی تمام صورتیں غرر میں داخل ہوں گی جن میں بیع یا ثمن میں غیر غیر یقینی کی کیفیت پائی جائے۔ مولانا اعجاز احمد صمدانی کے نزدیک بیع میں غرر کی کل چھ صورتیں بنتی ہیں:

- ۱۔ بیع کے وجود میں غیر یقینی کیفیت
- ۲۔ بیع کی سپردگی میں غیر یقینی کیفیت
- ۳۔ بیع کی ذات سے متعلق غیر یقینی کیفیت (یعنی بیع میں جہالت)
- ۴۔ ثمن کی ذات سے متعلق غیر یقینی کیفیت (یعنی ثمن میں جہالت)
- ۵۔ ثمن کی ادائیگی میں غیر یقینی کیفیت (مدت میں جہالت)
- ۶۔ بیع اور ثمن دونوں میں غیر یقینی کیفیت (عقد میں جہالت)¹⁹

بیع کے وجود میں غیر یقینی کیفیت:

اگر ایک چیز کا انسان مالک نہ ہو تو اس کی بیع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے:

عن حکیم بن حزام قال: سالت رسول ﷺ فقلت: یا تینی الرجل یسألنی من البیع ما

لیس عندی۔ ابتاع له من السوق ثم ابعه؟ قال: لا تبع ما لیس عندک²⁰

¹⁸ ابن بطال، شرح صحیح بخاری، ۲: ۲۷۲

¹⁹ صمدانی، اعجاز احمد، اسلامی بنکاری اور غرر، (کراچی: ادارہ اسلامیات، ۱۴۲۷ھ)، ۱۸،

²⁰ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، باب ماجاء فی کرہیہ بیع الیس عندہ، (الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۴۲۰ھ)، حدیث: ۱۲۳۲

غرر کی اقسام اور ان کے معیشت پر اثرات: تجزیاتی مطالعہ

”حکیم بن حزام فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا کہ میرے پاس ایک آدمی آکر یہ کہتا ہے کہ میں اسے وہ چیز بیچوں جو میرے پاس نہیں ہے (یعنی میری ملکیت میں نہیں) تو کیا میں ایسا کر سکتا ہوں کہ بازار سے کوئی چیز خرید کر پھر اسے بیچ دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو چیز تیرے پاس نہیں ہے اس کی بیع نہ کر۔“

مندرجہ بالا حدیث کی بنیاد پر غیر مملوک اشیاء کی خرید و فروخت میں غرر ہو گا اور یہ ناجائز ہو گی۔

علامہ شیرازی (م: ۴۷۲ھ) لکھتے ہیں:

ولا يجوز بيع مالا يملكه من غير اذن مالكة لما روى حكيم بن حزام ان النبي ﷺ قال: لا تبع ما ليس عندك، ولا ان مالا يملكه لا يقدر على تسليمه فهو كالطير في الهواء او السمك في الماء²¹

”غیر مملوک چیز کو مالک کی اجازت کے بغیر فروخت کرنا جائز نہیں۔ جیسا کہ حکیم بن حزام سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو تمہارے پاس نہیں ہے، اسے مت بیچو۔“ اور اس لیے کہ جس چیز کا بائع مالک نہیں وہ اسے خریدار کے سپرد کرنے پر قادر نہیں۔ تو یہ صورت ہو میں موجود پرندے اور پانی میں موجود مچھلی کی بیع کی طرح ہو گی۔“

علامہ ابن قدامہ (م: ۶۲۰ھ) عدم جواز کا حکم لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

ولا نعلم في ذلك خلافاً²²

”اس مسئلے میں کسی کا اختلاف ہمارے علم میں نہیں۔“

بیع الوکیل²³، بیع الفضولی²⁴ اور بیع سلم²⁵ بھی اگرچہ غیر مملوک کی بیوع ہیں لیکن فقہاء ان کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں۔ بیع کے وجود میں غیر یقینی کیفیت کی دوسری صورت غیر مقبوض کی خرید و فروخت ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

²¹ شیرازی، ابواسحاق، المہذب، (مصر: عیسیٰ البابی الحلبي وشرکادہ، بدون تاریخ)، ۱: ۳۶۲

²² ابن قدامہ، ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد، المغنی، (الریاض: دار عالم الکتب، ۱۴۱۷ھ)، ۶: ۳۵۹

²³ اگر مالک کی طرف سے اجازت ہو اور بیچنے والا شخص اس کے وکیل ہونے کی حیثیت سے بیع کرے تو اسے بیع الوکیل کہتے ہیں۔

صدانی، اعجاز احمد، غرر کی صورتیں، (کراچی: مکتبہ معارف القرآن، ۱۴۳۰ھ)، ۳۲۲

”بیع سلم ایک اسلامی معاہدہ ہے جس میں کسی مخصوص چیز (زیادہ تر زرعی پیداوار) کی مستقبل کی کسی تاریخ پر ترسیل سے پہلے رقم کی ادائیگی مکمل طور پر کی جاتی ہے۔“

من ابتداء طعاماً فلا یبعه حتی یقبضه²⁶

”جس شخص نے کھانے کی چیز خریدی تو وہ اس کو اس وقت تک آگے فروخت نہ کرے جب تک اس پر قبضہ نہ کر لے۔“

امام ابو حنیفہ اور ابو یوسف کے نزدیک زمین کی بیع قبل القبض جائز ہے جبکہ امام محمد کے نزدیک ناجائز ہے۔²⁷

بیع کے وجود میں غیر یقینی کیفیت کی تیسری صورت معدوم اشیاء کی خرید و فروخت ہے۔ آئمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ معدوم اشیاء کی خرید و فروخت جائز نہیں۔

علامہ نووی (م: ۶۷۶ھ) کہتے ہیں:

بیع المعدوم باطل بالاجماع²⁸

معدوم کی بیع بالاجماع باطل ہے۔

بیع کی سپردگی میں غیر یقینی کیفیت:

جمہور فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ بیع کے صحیح ہونے کے لیے ایک شرط یہ بھی ہے کہ فروخت کنندہ بیچنے والی چیز سپرد کرنے پر قادر ہو۔

²⁴ اگر کوئی کسی کی کوئی چیز اس کی طرف سے اجازت ملنے سے پہلے فروخت کر دے۔ لیکن عقد ہونے کے بعد اصل مالک اس کی اجازت دے تو یہ بیع نافذ ہو جائے گی۔ اسے فقہ کی اصطلاح میں بیع الفضولی کہا جاتا ہے۔ صمدانی، غرر کی صورتیں، ۳۴۲

²⁵ Bai Salam is an Islamic contract in which full payment is made in advance for specific goods (often agricultural products) to be delivered at a future date. (https://en.wikipedia.org/wiki/Bai_Salam). Dated 26.6.2019 at 12:40pm.

²⁶ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب البیوع، باب ما یدکر فی بیع الطعام والحکرة، (الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۴۱۹ھ)۔

حدیث: ۲۱۳۳

²⁷ المرغینانی، ابوالحسن علی بن ابوبکر، الھدایۃ مع فتح القدر والعتایۃ، (کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، ۱۴۱۷ھ)، ۶: ۱۳۵-۱۳۷

²⁸ نووی، ابوزکریا یحییٰ ابن شرف، المجموع شرح المھذب، (بیروت: دار الفکر، بیروت، بدون تاریخ)، ۹: ۳۵۸

علامہ مرغینانی (م: ۵۹۳ھ) کہتے ہیں:

(ولا یبیع الطیر فی الهواء) لانه غیر مملوک قبل الاخذ وکذا لو ارسله من یدہ لانه غیر

مقدور التسليم²⁹

” (اور ہوا میں موجود پرندے کی بیع جائز نہیں) کیونکہ بیچنے والا پکڑنے سے پہلے اس کا مالک نہیں، اور اگر وہ مالک ہے لیکن اسے ہوا میں اڑا دیا تو بھی اس کی بیع جائز نہیں، کیونکہ اب بیچنے والا اسے سپرد کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔“

ڈاکٹر واہبہ الزحیلی (م: ۲۰۱۵ء) لکھتے ہیں:

ان المذاهب الاربعة متفقة علی بطلان بیع ما لا یقدر علی تسلیمہ³⁰

”چاروں مذاہب اس بات پر متفق ہیں کہ غیر مقدور التسليم کی بیع جائز نہیں۔“

علامہ نووی (م: ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

وشروط المبیع خمسة ان یکون طاهرًا منتفعًا به معلومًا مقدورًا علی تسلیمہ

مملوگًا لمن یقع العقد له³¹

”مبیع کے اندر پانچ شرطوں کا ہونا ضروری ہے، وہ چیز پاک ہو، اس سے نفع حاصل کیا جاسکتا ہو، معلوم ہو، بیچنے والے شخص کی ملکیت میں ہو اور وہ اسے سپرد کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔“

مبیع کی ذات سے متعلق غیر یقینی کیفیت (یعنی مبیع میں جہالت):

غرر کی اس صورت میں یہ متعین نہیں ہوتا کہ کونسی چیز بیچی جا رہی ہے۔ مثال کے طور پر شوروم میں بہت سی گاڑیاں کھڑی ہوں اور بائع خریدار سے یہ کہے کہ میں نے ایک گاڑی بیس لاکھ روپے میں آپ کو بیچ دی۔

²⁹ المرغینانی، المہدیۃ مع فتح القدر والعناویۃ، (کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ، ۱۴۱۷ھ)، ۶: ۵۰۔

³⁰ الزحیلی، وہبہ، الفقہ الاسلامی وادلتہ، (بیروت: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ)، ۴: ۴۳۱۔

³¹ نووی، المجموع شرح المہذب، ۹: ۱۴۹۔

اس طرح مجہول الذات چیز کو فروخت کرنا بھگڑے اور فساد کا باعث بنتا ہے۔ شوائع، حنابلہ اور ظاہریہ کے نزدیک غیر متعین چیز کی بیع مطلقاً ناجائز ہے۔ علامہ شیرازی کہتے ہیں:

ولا يجوز بيع عين مجهولة كبيع عبد من عبيد او ثوب من اثواب لان ذالك غرر
من غير حاجة³²

”مجہول الذات چیز کی بیع جائز نہیں، جیسے کئی غلاموں میں سے ایک غلام کی بیع کرنا یا کئی کپڑوں میں سے ایک کپڑے کی بیع کرنا۔ کیونکہ اس میں ایسا غرر پایا جاتا ہے جس کی کوئی حاجت نہیں۔“
علامہ ابن حزم (م: ۴۰۵ھ) کہتے ہیں:

ولا يحل بيع شيء غير معين من جملة مجتمعة لا بعدد ولا بوزن ولا بكيل³³
”کسی مجموعہ میں سے کسی غیر معین چیز کی بیع کرنا جائز نہیں، نہ عدد کے اعتبار سے، نہ وزن کے اعتبار سے
اور نہ کیل کے اعتبار سے۔“

حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ اگر تین سے زائد اشیاء موجود ہوں اور پھر ان میں سے کسی ایک غیر متعین چیز کی بیع کی جائے تو یہ بیع مطلقاً ناجائز ہے، خواہ خریدار کو بیع کی تعیین کا حق حاصل ہو یا نہ ہو۔ البتہ اگر بیچنے والی اشیاء دو یا تین ہوں اور پھر ان میں سے کسی ایک کو غیر متعین طور پر بیچا جائے تو اگر خریدار کو متعین قیمت کے بدلے مطلوبہ چیز متعین کرنے کا اختیار حاصل ہو تو یہ صورت جائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ خریدار کو ان میں سے کسی ایک چیز کے متعین کرنے کا اختیار نہ ہو، یہ صورت ناجائز ہے۔³⁴

مالکیہ کا موقف زیادہ قابل عمل ہے۔ ان کے نزدیک مجہول الذات یعنی غیر متعین چیز کی خرید و فروخت ناجائز ہے۔ البتہ اگر خریدار کو بیع متعین کرنے کا حق دے دیا جائے تو پھر ان کے نزدیک یہ بیع مطلقاً جائز ہو جاتی ہے۔ گویا حنفیہ اور مالکیہ کے مذہب میں یہ فرق ہے کہ حنفیہ کے ہاں خریدار کو ”خیار تعیین“ ملنے کی صورت میں صرف تین اشیاء کی حد تک جواز محدود رہتا ہے۔ جبکہ مالکیہ کے ہاں اس سے زیادہ اشیاء کی صورت میں بھی بیع جائز ہے۔³⁵

³² شیرازی، المہذب، ۱: ۲۶۳

³³ ابن حزم، ابو محمد علی بن احمد بن سعید، المحلی، (مصر: ادارة الطابعه المنيرية، ۱۳۵۰ھ)، ۸: ۴۲۹

³⁴ المرغینانی، الھدایہ شرح بدایۃ المبتدی، ۵: ۴

³⁵ الخطاب، ابی عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن، مواہب الجلیل، (بیروت: دار الفکر، ۱۳۹۸ھ)، ۴: ۴۲۳

ثمن کی ذات سے متعلق غیر یقینی کیفیت (یعنی ثمن میں جہالت):

ثمن سے مراد کسی چیز کی وہ قیمت ہے جس پر عقد کرنے والے دونوں فریق راضی ہو جائیں۔ آئمہ اربعہ کے نزدیک بیع کے اندر ثمن کا معلوم ہونا ضروری ہے۔ اگر ثمن کے اندر جہالت پائی جا رہی ہو تو وہ عقد جائز نہیں ہوگا۔ علامہ ترمذی (م: ۱۰۰۴ھ) کہتے ہیں:

وشرط صحته معرفة قدر ووصف ثمن³⁶

”بیع کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ثمن کی مقدار اور وصف معلوم ہو۔“

علامہ خطاب (م: ۹۵۴ھ) کہتے ہیں:

ان من شرط صحة البيع ان يكون معلوم العوضين فان جهل الثمن

اوالمشوم لم يصح البيع³⁷

”بیع کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے دونوں عوض معلوم ہوں۔ لہذا اگر ثمن یا بیع میں سے کوئی ایک مجہول ہو تو وہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔“

ثمن کی ادائیگی میں غیر یقینی کیفیت (مدت میں جہالت):

فقہائے کرام کا اتفاق ہے کہ بیع کے اندر ادائیگی کی مدت کا متعین ہونا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ³⁸

”مومنو! جب تم آپس میں کسی میعاد معین کے لئے قرض کا معاملہ کرنے لگو تو اس کو لکھ لیا کرو۔“

اللہ رب العزت کا مندرجہ بالا ارشاد یہ واضح کرتا ہے کہ جب ادھار کا معاملہ کیا جائے تو اس کی مدت متعین ہونا ضروری ہے، غیر متعین مدت کے لیے ادھار لینا دینا درست نہیں۔ بیع سلم کرنے والوں کو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

من اسلف في شئ ففني كيل معلوم ووزن معلوم الى اجل معلوم³⁹

³⁶ ترمذی، تنویر الابصار مع الدر المختار للمصنفی ورد المختار للشامی، (کراچی: ایچ ایم سعید کمپنی، بدون تاریخ)، ۴: ۵۲۹

³⁷ الخطاب، مواہب الجلیل، ۴: ۲۷۶

³⁸ البقرة: ۲۸۲

”جو شخص کسی چیز میں بیع سلم کرنا چاہتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ متعین بیگانے، متعین وزن اور متعین مدت کے ساتھ بیع سلم کرے۔“

مدت میں جہالت کی دو صورتیں ہوتی ہیں۔ جہالت یسیرہ اور جہالت فاحشہ۔ جہالت یسیرہ اس صورت میں ہوتی ہے جب ادائیگی کی مدت میں کمی بیشی ہو سکتی ہو، جیسے فصل کی کٹائی۔ اگر ایک شخص کہے کہ میں گندم کی کٹائی کے بعد قیمت ادا کروں گا تو یہ جہالت یسیرہ ہے۔ اور اگر ادائیگی کی مدت میں ایک ایسے واقعہ کو بنیاد بنایا جائے جس کا ہونا یقینی نہ ہو مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ میں قیمت اس وقت ادا کروں گا جب بارش برسے گی تو یہ جہالت فاحشہ ہے۔ علامہ ابن ہمام (م: ۸۶۱ھ) نے فتح القدر میں لکھا ہے:

ان الیسیرۃ ما كانت فی التقدّم والتاخر والفاحشۃ ما كانت فی الوجود کھوب الریح⁴⁰
حنفیہ، شافعیہ اور ظاہریہ کا نظریہ یہ ہے کہ ادائیگی کی مدت میں جہالت چاہے فاحشہ ہو یا یسیرہ، اس سے عقد فاسد ہو جاتا ہے۔

محمد بن الحسن الشیبانی (م: ۱۸۹ھ) کہتے ہیں:

واذا اشتري الرجل شيناً الى الحصاد او الى الدياس او الى جذاذ النخل او الى رجوع الحاجر
فهذا كله باطل، بلغنا ذلك عن عبد الله بن عباس⁴¹
”اگر کسی شخص نے کوئی چیز اس شرط پر خریدی کہ وہ اس کی ادائیگی فصل کی کٹائی یا گہائی یا کھجوروں کے پکنے یا حجاج کرام کے واپس آنے کے زمانے میں کر دے گا تو یہ تمام معاملات ناجائز ہیں، یہ بات ہمیں عبد اللہ بن عباس سے پہنچی ہے۔“
امام شافعی (م: ۲۰۴ھ) کہتے ہیں:

ولو باع رجل عبداً بمائة دينار الى العطاء او الى الجذاذ او الى الحصاد كان فاسداً⁴²

³⁹ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب السلم، باب السلم فی کیل معلوم، (الریاض: دار السلام للنشر والتوزیع، ۱۴۱۹ھ)، حدیث: ۲۲۳۰

⁴⁰ ابن ہمام، محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید بن مسعود، فتح القدر، (کراچی: مکتبہ رشیدیہ، بدون تاریخ)، ۶: ۸۷۳

⁴¹ الشیبانی، محمد بن حسن، المبسوط، (کراچی: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، بدون تاریخ)، ۵: ۱۱۷

⁴² الشافعی، محمد بن ادریس، کتاب الام، (بیروت: دار قتیبة، ۱۴۱۶ھ)، ۶: ۲۹۶

غرر کی اقسام اور ان کے معیشت پر اثرات: تجزیاتی مطالعہ

علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

وإذا اشتراه على ان يقرض له قرضاً او يهب له هبة او يتصدق عليه بصدقة او على ان

يبيعه بكذا وكذا من الثمن فالبيع في جميع ذالك فاسد⁴⁹

”اور جب وہ اس شرط پر خریدے کہ اس کے لیے اتنا قرض ہو گا یا ہبہ ہو گا یا صدقہ ہو گا یا (فریق

ثانی) اسے فلاں چیز اتنے داموں میں بیچے تو پس ان تمام صورتوں میں بیع فاسد ہوگی۔“

بیع غرر کی مروجہ صورتیں:

فیصل آباد کی سوئٹمنڈی میں جو سامان بیچا جا رہا ہوتا ہے اس کا وجود بھی نہیں ہوتا۔ یہ غرر کی بدترین شکل

ہے۔ اسی طرح قربانی کے جانور اس شرط پر بیوپاریوں کو دیے جاتے ہیں کہ وہ بیچ کر مالکوں کو پیسے دیں گے جبکہ

جانوروں کی قیمتیں پہلے طے کر لی جاتی ہیں اور ثمن کی ادائیگی کی مدت کا تعین نہیں کیا جاتا۔ اس میں بھی غرر ہے

کیونکہ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اکثر بیوپاری جانور بیچ کر جھوٹ بولتے ہیں کہ انھیں نقصان ہوا ہے اور مالک کو طے شدہ

قیمت دینے سے انکار کرتے ہیں۔ اس طرح جھگڑوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد الوصیبی غرر کی مروجہ شکلوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(1) In contemporary financial transaction, the two areas where Gharar most profoundly affects common practice are insurance and financial derivatives. Jurists often argue against the financial insurance contract, where premium is paid regularly to the insurance company, and the insured receives compensation for any insured losses in the event of a loss. In this case, the jurists argue that the insured may collect a large sum of money after paying only one monthly premium. On the other hand, the insured may also make many monthly payments without ever collecting any money from the insurance company. Since “insurance” itself cannot be considered an object of sale, this contract is rendered invalid because of the forbidden Gharar.

(2) The other set of relevant contracts which are rendered invalid because of Gharar are forwards, futures, options and other derivative

⁴⁹ سرخسی، بخش الدین، المبسوط، (بیروت: دار المعرفہ، ۱۴۱۲ھ)، ۱۳: ۱۶

securities. Forwards and futures involve Gharar since the object of the sale may not exist at the time the trade is to be executed.⁵⁰

(۱) آجکل کے مالی لین دین میں وہ دو معاملات جن پر غرر اثر انداز ہوتا ہے، وہ بیمہ اور اخذ شدہ مالی فوائد ہیں۔ ماہرین عام طور پر بیمہ کے مالی معاہدوں پر اعتراض کرتے ہیں جہاں انشورنس یا بیمہ کمپنی کو باقاعدگی سے رقم ادا کی جاتی ہے جبکہ بیمہ کروانے والا نقصان کی صورت میں مدد حاصل کرتا ہے۔ ماہرین قانون سمجھتے ہیں کہ اس طرح بیمہ کروانے والا کم رقم ادا کر کے بہت زیادہ منافع حاصل کر سکتا ہے۔ دوسری طرف بیمہ کروانے والا بیمہ کمپنی سے کسی بھی قسم کی رقم لیے بغیر کئی ماہانہ ادائیگیاں کر سکتا ہے۔ چونکہ بیمہ کو بزات خود فروخت کی جانے والی چیز کے طور پر نہیں لیا جاسکتا اس لیے بیمہ کا معاہدہ ممنوعہ غرر کی وجہ سے ناقابل قبول قرار دیا جاتا ہے۔

(۲) ایسے تمام معاہدے جو وقت سے پہلے یا آنے والے وقت کے وعدوں پر مشتمل ہوں یا جن میں ایک سے زیادہ حق انتخاب یا ضمانتیں ہوں، غرر کی وجہ سے ممنوع قرار پاتے ہیں۔ وقت سے پہلے یا مستقبل کے وعدہ کی بنیاد پر کیے جانے والے معاہدے غرر کی مد میں آتے ہیں کیونکہ فروخت کی جانے والی چیز کا معاہدہ پورا ہونے تک وجود میں رہنا ضروری نہیں۔

غرر کی استثنائی صورتیں:

علامہ نووی لکھتے ہیں: کہ غرر کی بعض صورتیں ضرورت کی بنا پر مستثنیٰ ہیں۔ مثلاً کسی حاملہ جانور کو فروخت کیا جائے یا کسی دودھ دینے والے جانور کو فروخت کیا جائے تو چونکہ پیٹ کا حال اور تھنوں میں دودھ کی مقدار کا جاننا عادت اور عام ذرائع سے ممکن نہیں ہے، اس لیے اس قدر جہالت اور غرر کے ساتھ بیع صحیح ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کا اجماع ہے کہ غرر حقیر کے ساتھ بیع جائز ہے، مثلاً لحاف کی بیع جائز ہے حالانکہ اس میں روئی کی مقدار مجہول ہے یا جس کوٹ یا چسٹر میں کچھ بھرائی ہو اور بھرائی کی مقدار مجہول ہو، اسی طرح ایک ماہ کے لیے مکان یا کسی چیز کو کرائے پر دینا جائز ہے حالانکہ مہینہ کبھی ایتیس کا ہوتا ہے اور کبھی تیس کا ہوتا ہے۔ نیز اس پر اجماع ہے کہ اجرت دے کر حمام میں غسل کرنا جائز ہے، حالانکہ پانی استعمال کرنے میں لوگوں کی عادات مختلف ہیں۔⁵¹

⁵⁰ staff.uob.edu.bh./files/62092231-files/prohibition-of-Gharar.pdf dated 30-10-2018 at 2:30 pm

⁵¹ نووی، یحییٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم، (کراچی: مطبوعہ نور محمد اصح المطابع، ۱۳۷۵ھ)، ۲:۲

غرر کی اقسام اور ان کے معیشت پر اثرات: تجزیاتی مطالعہ

ابن رشد (م: ۵۹۵ھ) کہتے ہیں:

الفقهاء متفقون علی ان الغرر الکثیر فی المبیعات لایجوز، وان القلیل یجوز⁵²
”فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ بیعات میں غرر کثیر جائز نہیں جبکہ قلیل جائز ہے۔“

الباجی (م: ۴۷۳ھ) کہتے ہیں:-

انما جوز الجعل فی العمل المجهول والغرر للضرورة⁵³

”بیشک عمل مجہول میں انعام دینا اور ضرورت کی وجہ سے غرر جائز کیا گیا ہے۔“

مالکی فقہاء کے نزدیک غرر صرف مالی معاملات میں مؤثر ہوتا ہے اور تبرعات کے عقود میں غیر مؤثر ہوتا ہے۔ جبکہ جمہور فقہاء کے نزدیک مالی معاملات کے ساتھ تبرعات میں بھی غرر مؤثر ہوتا ہے۔ وہ وصیت کو مستثنیٰ قرار دیتے ہیں۔

وقد اشترط لهذا الشرط (ان یکون الغرر فی عقد من عقود المعاوضات

المالیة) المالکة فقط، حیث یرون ان الغرر المؤثر هو ما کان فی عقود المعاوضات، واما

عقود التبرعات فلا یؤثر فیها الغرر⁵⁴

جمہور کی رائے یوں بیان کی گئی ہے:

ویری جمہور الفقہاء ان الغرر یؤثر فی التبرعات کما یؤثر فی المعاوضات من حیث

الجملة، لکنہم یرستثنون الوصیة من ذالک⁵⁵

نتیجہ بحث:

غرر کی مختلف صورتوں کا جائزہ لینے سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

۱۔ شریعت اسلامی تجارتی معاملات میں غرر کو ناجائز قرار دیتی ہے۔

⁵² ابن رشد، محمد بن احمد بن محمد بن احمد الاندلسی، بدایۃ الممتد، (مصر: مطبعة محمد علی صبیح، بدون تاریخ)، ۲: ۱۶۸

⁵³ الباجی، سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب، المنقح شرح الموطا، (مصر: مطبعة السعادة، ۱۳۳۲ھ)، ۵: ۱۱۰

⁵⁴ الموسوعة الفقهیة، الجزء الحادی والثلاثون، (الکویت: مطابع دار الصفوة للطباعة والنشر والتوزیع، ۱۴۱۳ھ)، ۱۵۴

⁵⁵ ایضاً

۲۔ غرر کی کل چھ شکلیں ہیں اور یہ سب بیع یا شمن کی وجہ سے وجود میں آتی ہیں۔

۳۔ عصر حاضر میں یہ ضروری ہے کہ کاروباری معاملات میں مالکی فقہاء کی آراء کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے کیونکہ دیگر آئمہ کے مقابلے میں امام مالک اور ان کے اصحاب کی آراء زیادہ قابل عمل دکھائی دیتی ہیں۔ مثلاً مالکیہ اور احناف کے نزدیک مجہول الذات یعنی غیر متعین چیز کی خرید و فروخت ناجائز ہے۔ البتہ اگر خریدار کو بیع متعین کرنے کا حق دے دیا جائے تو پھر مالکیہ کے نزدیک یہ بیع مطلقاً جائز ہو جاتی ہے۔ حنفیہ کے ہاں خریدار کو ”خیار تعین“ ملنے کی صورت میں صرف تین اشیاء کی حد تک جواز محدود رہتا ہے۔ جبکہ مالکیہ کے ہاں اس سے زیادہ اشیاء کی صورت میں بھی بیع جائز ہے۔ شوافع، حنابلہ اور ظاہریہ کے نزدیک غیر متعین چیز کی بیع مطلقاً ناجائز ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ اصول بیان فرمایا ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا⁵⁶

”اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔“

مندرجہ بالا اصول کی روشنی میں فقہاء اسلام نے غرر کی کچھ استثنائی صورتیں بیان کی ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام دین یسر ہے۔

۵۔ اسلام کی معاشی تعلیمات کو عوام الناس تک پہنچانے کی اشد ضرورت ہے تاکہ وہ غرر اور اس

جیسے دیگر تجارتی مسائل سے اپنے آپ کو شعوری طور پر بچا سکیں۔